مولانا محمد جعفر پھلواروی

ایک حدیث

امانت میں خیانت

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے سیدنا عمرو بن العاص کے صاحبزادے سیدنا عبداللہ سے ایک ارشاد نبوی یوں نقل کیا ہے :

اربع من کن فیہ کان منافقاً خالصاً۔ ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا۔ اذا ائتمن خان، واذا حدث کذب، واذا عاھد غدر، واذا خاصم فجر۔

چار خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ کسی میں یکجا ہو جائیں تو وہ پکا منافق ہوتا ہے۔ اور اگر کسی میں ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، تاآنکہ وہ اسے ترک نہ کردے۔ (۱) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) معاہدہ کرے تو عہد شکنی کرے، اور (۴) جھگڑے تو حد سے تجاوز کر جائے۔

منافقت کی ان چار علامتوں میں سے اس وقت ہمیں صرف ایک علامت پر گفتگو کرنی ہے اور وہ پہلی خصلت ہے۔ یعنی امانت میں خیانت۔ امین کے لفظ سے ایک ایسے شخص کا تصور سامنے آجاتا ہے جس کے پاس کچھ رقم وغیرہ رکھوائی جائے اور جب اس سے طلب کی جائے تو جوں کی توں بغیر کسی کمی یا نقصان کے واپس کردے۔ یہ معنی غلط نہیں مگر تنگ اور محدود ضرور ہیں۔ لفظ اَمِنَ اور اس کے مشتقات بڑے وسیع المعانی ہیں چند مثالیں سن لیجیے :

اَمِنَ : مطمئن اور بے خوف ہوگیا۔ اَمِنٌ اور اَمِینٌ اس کا اسم فاعل یا صفت مشبہ ہے۔

اَمِنَ البلد : شہر کے رہنے والے مطمئن ہوگئے۔

أَمِنَ الشَّرَّ ومن الشرّ : شر سے محفوظ ہوگیا۔

أَمِنَ فلانًا علیٰ کذا : اس پر اعتماد کر کے مطمئن ہوگیا۔ اسے اس کا امین بنایا۔

أَمُنَ أَمَانَةً : امین ہوگیا۔

آمَنَ ایمانًا : صاحبِ امن ہوگیا۔

الأمین : محافظ و نگران۔

ہم نے تمام مشتقات یا کسی مشتق کے تمام معانی نہیں درج کیے ہیں۔ مقصد کی وضاحت کے لیے چند مثالیں لکھ دی ہیں۔ لفظ امین کے معنی صرف رقم کا امانت دار ہونے تک محدود نہیں۔ بلکہ اس میں أَمْن أَمَنَة، امان اور امانت کے تمام مفہومات و متضمنات موجود ہیں۔ مثلاً:

قرآن کریم نے حضرت نوح، ہود، صالح، لوط، شعیب اور موسیٰ علیہ السلام کا اعلان بیان کیا کہ انی لکم رسول امین۔ یعنی میں تمہارے لیے امین پیغمبر ہوں (شعراء: آیات: ۱۰۷، ۱۲۵، ۱۴۳، ۱۶۲، ۱۸۰ اور دخان: ۱۸)۔

اسی سورۂ شعرا کی آیت ۱۹۳ میں ہے: نزل به الروح الامین۔ یعنی قرآن جبریل امین لے کر نازل ہوئے۔

سیدنا شعیبؑ کی ایک صاحبزادی سیدنا موسیٰؑ کو اجیر رکھنے کی سفارش کرتی ہوئی فرماتی ہیں: ان خیر من استأجرت القوی الامین (قصص: ۲۶) یعنی سب سے بہتر وہ اجیر ہے جو قوی اور امین ہو۔

اہلِ تقویٰ کے انجام کے بارے میں کہا گیا ہے: ان المتقین فی مقام امین (دخان: ۵۱) یعنی اہل تقویٰ پرامن جگہ پر ہوں گے۔ یہاں جگہ کو امین کہا گیا ہے۔

مکہ مکرمہ کو البلد الامین (التین: ۴) کہا گیا ہے۔

اس سلسلے میں ایک حدیث بھی سن لیجیے جو بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ارشاد ہوا:

امین هذه الامة ابو عبیدة بن الجراح۔ یعنی اس امت کے امین عبیدہ بن الجراح ہیں۔ یہاں بھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ ساری امت کی نقدی سیدنا ابوعبیدہؓ کے پاس بطورِ امانت

لکھی جاتی تھی۔

کسی لفظ کا صحیح مفہوم اس لفظ کی ضد سے بھی واضح ہو جاتا ہے۔ امین کی ضد ہے خائن۔ آیئے ایک نظر اس کے مختلف معانی پر بھی ڈال لیں:

خانَ الشئَ : چیز میں کمی کر دی۔

خان الامانۃ : کُل یا بعض حصہ امانت نہیں ادا کیا۔

خان فلانًا : بدعہدی کی۔

خان النصیحۃَ : خیر خواہی میں اخلاص نہ برتنا۔

خانتہٗ رجلاہ : اس کے پاؤں چلنے پر قادر نہ ہو سکے۔

خان الرشاءُ الدّلوَ : ڈول کی رسّی ٹوٹ گئی۔

خانہ الدھر : زمانے نے اس کا حال پتلا کر دیا۔

خانتہ عینُہ : شک کی نظروں سے دیکھا یا اچٹتی ہوئی نظر ڈالی۔

خان العھدَ و فی العھد : خلاف عہد کیا۔

غرض خیانت صرف نقدی یا مال میں نہیں ہوتی۔ عہد میں، خیر خواہی میں اور خود اپنی ذات میں بھی ہوتی ہے۔ قرآن میں ہے:

لاتخونوا اللّٰہ والرسول (الانفال: ۲۷) یعنی اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو۔

کنتم تختانون انفسکم (البقرہ: ۱۸۷) تم اپنی آپ خیانت کرتے رہے۔

اس طرح کی اور آیات بھی ہیں جن میں خیانت کا کوئی تعلق روپے پیسے سے نہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے اہلِ مکہ صادق و امین کہتے تھے۔ اس کا عام طور پر لوگ صرف یہی مطلب سمجھتے ہیں کہ لوگ حضورؐ کے پاس اپنی رقوم امانتیں رکھا کرتے تھے۔ لیکن حضورؐ یا دوسرے پیغمبروں کے امین ہونے کا مطلب صرف نقدی یا مالی امین ہونا نہیں۔ یہ معنی محدود قسم کے ہیں۔ امین کا صحیح ترجمہ ایک لفظ میں ہونا مشکل ہے۔ امین سے مراد ایسا شخص ہے جو اعلیٰ انسانی قدروں کا مکمل نمونہ ہو۔ اس پر ہر لحاظ سے اعتماد کیا جا سکے۔ وہ امن پسند ہو، امانت دار ہو، سب کے لیے جائے پناہ (صاحب امان ہو) کسی کو اس کی طرف سے بدعہدی، جانب داری، غلط اندیشی، حق پوشی یا غلط مشورے

کا اندیشہ نہ ہو۔ اس کی رائے صائب اور دیانت دارانہ ہو۔ پیغام پہنچانے میں کوئی کمی زیادتی نہ کرے۔ اس کی عقل و دانائی قابلِ وثوق ہو۔ خدا کی بخشی ہوئی قوتوں اور صلاحیتوں کا کوئی غلط مصرف نہ لیتا ہو۔ غرض اس کی سیرت و کردار میں کوئی ایسی خامی نہ پائی جائے جو کسی جہت سے بھی بے اعتمادی کا کوئی شائبہ پیدا ہونے دے۔ یہ ہے وسیع مفہوم لفظ امین کا۔ جس پیغمبر کے لیے یہ لفظ قرآن میں آیا ہے اس سے یہی وسیع مفہوم مراد ہے جس میں آمن، امان، امانت اور آمَنَة (اطمینان و دلی سکون) کے سارے پہلو آجاتے ہیں۔

آنحضورؐ نے فرمایا:

المستشار مؤتمن (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) یعنی جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے وہی مشورہ دینا چاہیے جو دیانت کے مطابق ہو۔ جان بوجھ کر کوئی غلط رائے نہ دے۔ نیز اگر مشورہ لینے والا اس کی اشاعت نہ پسند کرے تو مستشار (مشورہ دینے والا) بھی اسے پوشیدہ رکھے۔

مختصر یہ کہ زیرِ بحث حدیث میں منافقت کی جو پہلی علامت بیان کی گئی ہے۔ اس سے مراد محض روپے پیسے کی خیانت نہیں، بلکہ تمام طرح کی خیانتیں ہیں، جس کے پاس کسی کی رقم یا نقدی امانت کے طور پر نہ رکھی گئی ہو، اسے اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے کہ اب ہمارے لیے خیانت کا کوئی موقع نہیں باقی رہا۔ انسان کے اندر جتنی قوتیں، صلاحیتیں اور نعمتیں ہیں وہ سب خدا کی ودیعتیں اور امانتیں ہیں۔ ان کا ہر غلط مصرف خیانت میں شمار ہوگا۔ افکار، گفتار اور کردار کا جو غلط استعمال ہوگا وہ خیانت ہی ہوگا اور وہ خیانت عین منافقت کی علامت ہوگی۔